نعت

(خ)

خاور نوری

نعت

خاور نوری

جملہ حقوق بحقِ مصنف محفوظ

نام مصنف	خاور نوری
تعداد	۱۰۰۰
کتابت	سیّد طاہر حسینی رضوی القادری
طباعت	اعجاز پرنٹنگ پریس چھتہ بازار
ناشر	بزمِ خاصانِ ادب حیدرآباد
ماہ و سال طباعت	جون ۱۹۹۰ء
حسنِ اہتمام	اپنے فرزند دلبند مرزا عبدالرحیم نوری کے نام

۳۱۷

ملنے کا پتہ

مرزا انجم الحسینی نوری۔ مکان نمبر ۱۳۴ - ۳ - ۲۲

کوچہ داراب جنگ یاقوت پورہ حیدرآباد۔

تعارف

استادِ محترم جناب خاورؔ نوری کے اب تک دس مجموعہ کلام منظرِ عام پر آچکے ہیں۔ ان میں غزلوں، نظموں، نوحوں، مرثیوں وغیرہ کے مجموعے شامل ہیں۔ خاور صاحب نے چند مسدس اور مناقب بھی کہے ہیں۔ انکی رباعیات اور قطعات کے مجموعے بھی طباعت کے مراحل میں ہیں۔ خاور صاحب نے تمام اصنافِ سخن میں طبع آزمائی کی ہے۔

عام طور پر نعت کو بھی اصنافِ سخن میں شمار کیا جاتا ہے۔ جو مناسب نہیں نعت، دراصل موضوعِ سخن ہے صنفِ سخن نہیں اور اس موضوع کیلئے کسی صنف کی شرط نہیں۔ قصیدہ، مرثیہ، مثنوی، رباعی غزل اور مسمطات میں نعتِ رسولِ مقبول کو موضوع بنانے کیلئے کئی نمونے مل جاتے ہیں۔ خاور نوری نے غزل کے سانچے میں نعتیں کہی ہیں، نعت، خواہ کسی سانچے میں کہی گئی ہو، ایک دشوار مرحلہ ہے۔ اول تو ختمی مرتبت صلعم کی منزلت کا عرفان اور پھر اس عرفان کے موءدب اظہار کا سلیقہ، نعت گوئی کے لوازمات ہیں۔

خاور صاحب کے یہاں تعداد کے اعتبار سے نعتیں بہت کم ہیں لیکن جو ہیں وہ خلوصِ دل، آدابِ محبت اور عرفانِ منزلت کی آئینہ دار ہیں۔ نعت کہنے کے لیے جس شعور و بصیرت، فہم و فکر، عشق و وارفتگی کے موزوں امتزاج کی ضرورت ہوتی ہے وہ خاور رضا کے ہاں موجود ہے۔ انکی نعتوں میں جذبۂ عشقِ حب کی سرشاری ہے ع

دیوانۂ دیدارِ محمد ہوں ازل سے ۔ ہر شے کی خبر ہے مجھے اس بے خبری میں
ہر ایک نقشِ قدم پر کروں گا سجدے میں ۔ کوئی بتائے محمد کہاں سے گزرے ہیں
عشقِ نبی میں کیا مجھے نسبت فنا کیا تھا ۔ وابستہ میری زیست ہے جب نقشِ پا کیا تھا
محشر میں انبیاء کے مقامات ہیں مگر ۔ امت کی طرح سب میں جبیں خدا کیا تھا

خاور صاحب نے نعتِ نبی کریم میں آلِ عبا کی محبت اور مودت کو بھی کئی جگہ بڑی خوش اسلوبی سے پیش کیا ہے۔ اہلبیت اطہار کی محبت سرکارِ دو عالم کی محبت سے علیحدہ نہیں ہم جب درود بھیجتے ہیں تو اسمیں آلِ محمد بھی شامل ہے۔ دو نعتیں اس محبت و مودت کا مکمل مظہر ہیں۔

جانتا ہے تو خدائے لایزال مصطفےٰ ۔ ہے مرا حسنِ عمل بس حبِ آلِ مصطفےٰ
کاش وہ شبیر کو کرب و بلا میں دیکھتے ۔ جن کی نظروں سے نہیں گزرا جلالِ مصطفےٰ
کربلا میں نا درندوں کے ہاتھوں مٹ گئی ۔ رہ گئی تھی ایک تصویرِ جمالِ مصطفےٰ
فرق دونوں میں ہے مشکل اسلیے کہنا پڑا ۔ آرزوئے مرتضیٰ کو آرزوئے مصطفےٰ

شبر و شبیر کی ہا نہیں بھلا سکتا ہے کون :: کیا مقدس ہار تھے زیب گلوئے مصطفےٰ

تمام نعت گو شعراء کے ہاں حضور اکرم سے دنیا و عقبیٰ میں دستگیری اور شفاعت کی تمنا ملتی ہے ۔ یہ ایک مستحسن روایت ہے ۔ خاور نوری کی خصوصیت یہ ہیکہ انھوں نے اظہار تمنا میں بھی آداب رسالت کو ملحوظ رکھا ہے اور "با محمد ہوشیار" ہمیشہ انکے پیش نظر ہے ۔

کچھ یاد نہیں مانگنے آیا تھا میں کیا کیا :: سب بھول گیا لذت دیدار نبی میں

بار عصیاں ہے بہت خاور ہمار دوش پر :: حشر میں کس منھ سے جائیں روبروئے مصطفےٰ

نعت میں سراپائے اقدس کی تعریف بھی ایک مستقل موضوع ہوتا ہے ۔ خاور صاحب کی توجہ زیادہ تر سیرت پاک کیطرف ہے اور اسوہ حسنہ کے ایسے گوشوں پر اشارے کرتے ہیں جو انسانیت کے گمبھیر مسائل کا حل پیش کرتے ہیں ۔

بوریا بچھا کر ایک اس نے صحن مسجد میں :: زیست پر حکومت کی موت پر حکومت کی

مفلس و تونگر سب اسکے در پہ حاضر تھے :: پہلے آدمی گرتے آدمی کی عزت کی

مقامات عالیہ کا ادراک ہر ایک کے بس کی بات نہیں خداوند کریم کی عطا ہے خاور نوری کے یہ شعر خصوصی توجہ کے طالب ہیں ۔

خاور صاحب نے چند ہی نعتیں لکھی ہیں مگر وہ فکر کی گہرائی، موضوعات کے تنوع اور ادبی سلیقۂ اظہار میں اپنا ایک مقام رکھتی ہیں ۔

یکم جولائی ۱۹۸۹ء

ڈاکٹر اشرف رفیع

پروفیسر شعبۂ اردو ۔ عثمانیہ یونیورسٹی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نعت

رسول ہر حدِ کون و مکاں سے گزرے ہیں
زمیں کا ذکر ہے کیا آسماں سے گزرے ہیں

ہر ایک نقشِ قدم پر کرونگا سجدے میں
کوئی بتائے محمد کہاں سے گزرے ہیں

کوئی جواب محمد نظر نہیں آتا
بہت حسین نگہِ دوجہاں سے گزرے ہیں

نہ کر سکے جو محبت میں آستاں بوسی
بہار میں بھی وہ دورِ خزاں سے گزرے ہیں

ہماری فکر وہاں تک نہیں پہونچ سکتی
گئے ہیں آپ جہاں تک جہاں سے گزرے ہیں

جہاں سے بڑھ نہ سکے جبرئیل بھی آگے
بزورِ عشقِ محمد وہاں سے گزرے ہیں

گزر ہوا نہ ہمارے حریمِ دل کی طرف
نبی کو ڈھونڈنے والے کہاں سے گزرے ہیں

ادب شناسِ دمِ نزع بھی پیمبر کو
سلام کر کے لرزتی زباں سے گزرے ہیں

بغیر نعت شعورِ حیات کے لمحے
ہمارے قلب پہ خاور گراں سے گزرے ہیں

نعت

لب پہ نامِ مصطفا دلمیں خیالِ مصطفا
کسقدر باہوش ہے آشفتہ حالِ مصطفا

جانتا ہے تو خدائے لایزالِ مصطفا
ہے مرا حسنِ عمل بس حبِ آلِ مصطفا

کیسے مٹ سکتا ہے دینِ لازوالِ مصطفا
وقت پر سینہ سپر ہوتی ہے آلِ مصطفا

شرط یہ ہے ڈھونڈنے والا بھی ہو اہلِ نظر
مصطفا کے گھر میں ملتی ہے مثالِ مصطفا

نورِ حق کا عرش تک جانا نہیں کوئی کمال
فرشِ گیتی پر ٹھہرتا ہے کمالِ مصطفا

صبحِ صادق خود الٹ دیتی تھی چہرے سے نقاب
کیا پسندیدہ تھی آوازِ بلالِ مصطفا

کاش وہ شبیرؑ کو کربلا میں دیکھتے
جنکی نظروں سے نہیں گذرا جلالِ مصطفا

کربلا میں ہائے ناقدروں کے ہاتھوں مٹ گئی
رہ گئی تھی ایک تصویرِ جمالِ مصطفا

کیا کوئی لمحہ بھی گذرے بے وصالِ حق کبھی
جان بحق ہونیکو سمجھے ہو وصالِ مصطفا

اپنی آنکھوں سے لگاتے منہ پہ ملتے اہلِ دل
کاش میری خاک ہوتی پائمالِ مصطفا

دیکھنا خاورؔ چلا ہے حوضِ کوثر کیطرف
سر پہ قرآن ہاتھ میں دامانِ آلِ مصطفا

نعت

جمالِ محمدؐ ہر اک زاویئے سے صداقت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے
صداقت سے منہ موڑ کر بیٹھ جانا قیامت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

اسے نارسائی کا احساس کہئے مجھے متہم بزدلی سے نہ کیجئے
فراقِ محمدؐ میں آنسو بہانا شجاعت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

ہر اک امر کر دے انہیں کے حوالے ہجومِ مصائب میں بھی مسکرا لے
محمدؐ کو غم کی کہانی سنانا شکایت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

ادھر فکرِ دنیا میں غرق اہلِ دنیا محمدؐ کی دھن میں ادھر ہم ہیں تنہا
وہ دوزخ نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے یہ جنت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

محمدؐ کے آلِ محمدؐ کے نعرے بہت ملتے جلتے ہیں ذکرِ خدا سے
درود و سلام آل پر مصطفےٰؐ کی عبادت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

کہاں جلوہ نور کی صبح روشن کہاں پیکرِ خاک کے دل کی دھڑکن
محمدؐ سے اے دل محبت کا دعویٰ جسارت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

نہیں ہے یہ جوہر فقط شاعری کا یہ آئینہ ہے حق کی جلوہ گری کا
پیمبرؐ کی مدحت میں ہر شعر خاور حقیقت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

نعت

سکندر و کشتی ملے میسر ہو اگر اجرِ رسالت سے
تجھے حق ہے گزرنے کا گزرگاہِ شریعت سے

کریگا سرکشی جب بھی محمدؐ کی جلالت سے
کریگا ابنِ آدم خود نگاہِ آدمیت سے

رسالت کو وہ ربطِ معنوی ہے نورِ وحدت سے
اُجالا ہی اُجالا ہے حقیقت تک حقیقت سے

کبھی وہ غیر اہلبیت کے زیرِ پر نہیں جاتے
حقیقت میں جو وابستہ ہیں ایمانِ رسالت سے

کہاں تک ہے نبیؐ کی پیروی میں جادہ پیمائی
نظر والے یہ اندازہ کریں رفتارِ رحمت سے

ہدایاتِ رسالت تک نہ پہنچا فہمِ انسانی
بڑی اُمید تھی انسان کو چشمِ بصیرت سے

وہاں میں دشمنانِ آل پر تنقید کرتا ہوں
جہاں مجبور ہو جاتا ہوں افتادِ طبیعت سے

معافی مانگنے سے پہلے ہی اُس نے معافی دی
عداوت کو بھی عاجز کر دیا زورِ محبت سے

ہمارے یا علیؑ کہنے پہ کوئی معترض کیوں ہو
رسالت نے مدد مانگی ہے دارِ امامت سے

پہنچ سکتے نہیں اسطرح شہرِ علم و حکمت میں
کہاں منہ پھیر کر جاتے ہو بابِ علم و حکمت سے

فلک پیمائیاں ہیں آج دنیائے ترقی میں
زمانے کو پھر ہے انکارِ معراجِ رسالت سے

ولائے اہلبیتؑ پاک ہے دل میں مرے خاور
یہ وہ شئے ہے خریدی جا نہیں سکتی جو دولت سے

نعت

۳۱۷

ہر کلی مکمل ہے گلشنِ رسالت کی
کیا وقار صورت کا کیا بہار سیرت کی

یادِ مصطفےٰ میں ہم پی گئے بہت آنسو
بجھ سکی نہ اس پر بھی تشنگی محبت کی

آدمی کے پیکر میں دیکھکر محمدؐ کو
باغ باغ ہوتی ہے روح آدمیت کی

بوریا بچھا کر ایک اس نے صحنِ مسجد میں
زیست پر حکومت کی موت پر حکومت کی

ہاتھ آگیا دامن جب شفیعِ محشر کا
ہم گناہگاروں کو فکر کیا شفاعت کی

مفلس و تونگر سب اسکے در پہ حاضر تھے
پہلے آدمی گر نے آدمی کی عزت کی

نفسِ مصطفےٰ تیرا حسن ہے تصور میں
راہ ڈھونڈ لی میں نے مستقل عبادت کی

دل ہے ہر مسلمان کا تو ہی گنبدِ خضرا
زندگی تجھی سے ہے اتحادِ ملت کی

شارعِ مقدس کی پیروی جو سب کرتے
وضع ہو نہ سکتی تھی اصطلاح بدعت کی

غرق ہو گیا تھا جب آپ کے تصور میں
کس نے یہ میرے دل سے گفتگو کی رحمت کی

اس زمین پر جبتک ایک بھی مسلمان ہے
ختم ہو نہیں سکتی زندگی رسالت کی

میرے لب پہ اے خاور نعت کے ہیں مہ پارے
دے رہا ہوں ذہنوں کو روشنی حقیقت کی

نعت

عشقِ نبی میں کیا مجھے نسبت فنا کیا تھا
وابستہ میری زیست ہے جب نقشِ پا کیا تھا

پیشِ خدا چلے ہیں گنہگار حشر میں
آجائیے حجابِ تعین اٹھا کیا تھا

ہمت کا نقص ہے یہ مدینے کی راہ میں
جائے گی میری آہ نہ بادِ صبا کیا تھا

برحق خدا بھی اسکی خدائی بھی ہے مگر
میرا معاملہ ہے رسولِ خدا کیا تھا

محبوبِ کبریا کی فصاحت کو دیکھکر
لو ہو گئے کلیم بھی باتیں بنا کیا تھا

عشقِ رسول مجھکو ہے زاہد کو فکرِ خلد
میں درد کی پناہ میں ہوں وہ دوا کیا تھا

محشر میں انبیاء کے مقامات ہیں مگر
امت کی طرح سب ہیں حبیبِ خدا کیا تھا

گوشہ ردا کا دوش سے آیا ہے ناز میں
میں کاش لوٹتا ہوا جانا ردا کیا تھا

خاور حضور قابلِ خدمت نہیں مگر
لے لیجئے شعورِ عقیدت بڑھا کیا تھا

نعت

اربابِ حق میں یوں ہیں محمدؐ جیسے ہو کوئی حرفِ مشدد
رشتہ لہو کا رُخِ جستجو کا آدم کی نازش فخرِ آب و جد
نورِ نبیؐ کی جلوہ نمائی دونوں جہاں کی خلقت کا مقصد
دنیا ہے اس کا نقشِ کفِ پا گوشہ قبا کا چرخ زبرجد
ہے شانِ وحدت ایسی مسلم حرفِ الف ہو جس طرح بے حد
دورِ عمل میں ہے سب سے آخر پہلی شعاع نورِ مجرد
تسلیم سب کو اسکی دیانت کیا فطرت خوش کیا طینت بد
موجِ تبسم جانِ شفاعت سیلِ غضب کا رُخ شرح کی حد
ہر بات میں ہے اک رشح دائم ہر سانس میں ہے اک عمر سرمد
اسکی روش ہے ہٹ جانے والا ظاہر میں مسلم باطن میں مرتد
ڈر اس کا چھوٹا ایمان چھوٹا ڈر ہے اسی کا ایمان کی سرحد
بت سرنگوں ہیں آتشکدے گُل ہر سمت روشن آثار آمد
آساں ہے آساں تعمیلِ فرماں مشکل سے مشکل ہے جرأت رد
ہر اک فضا میں ہے سب سے اونچا کتنی ہے قد میں گنجائش قد

ہر اک کی عظمت یکساں ہے خاور
آلِ محمدؐ سب ہیں محمدؐ

نعت

اللہ کی بات اور زبانِ نبوی میں
قرآن سنورتا ہوا اترا عربی میں

اے دوست اگر نورِ نبی نورِ خدا ہے
کچھ فرق نہیں یادِ خدا یادِ نبی میں

ارشاد ہے یہ اسکا میں تم ایسا بشر ہوں
پھر بھی وہ سماتا نہیں ذہنِ بشری میں

دیوانۂ دیدارِ محمد ہوں ازل سے
ہر شئے کی خبر ہے مجھے اس بے خبری میں

دامانِ نبی تھام لے اے نفسِ گنہگار
صورت تیری بخشش کی ہے اس بے ادبی میں

تاریکئ ماحول میں تصویرِ پیمبر
ابھرے ہیں میری چشمِ تصور کی نمی میں

جس دن نظر آجائے محمد کا تبسم
ہنستے ہوئے پھولوں کو تکلف ہو ہنسی میں

کچھ یاد نہیں مانگنے آیا تھا کیا کیا
سب بھول گیا لذتِ دیدارِ نبی میں

اسکو میں بشر کہتے ہوئے ڈرتا ہوں خاور
جو نورِ مجسم ہے لباسِ بشری میں

نعت

دل کے آئینے کا رُخ رہتا ہے سوئے مصطفیٰ
گفتگو اے کاش کرتا عکسِ روئے مصطفیٰ

کوثر اک چلو کی وسعت سے بہا سکتا ہوں میں
مجھ کو چلو بھر ملے آبِ وضوئے مصطفیٰ

فرق دونوں میں ہے مشکل اسلئے کہنا پڑا
آرزوئے مرتضیٰ کو آرزوئے مصطفیٰ

کیوں نہ ہوتی ہر قدم پر نیتوں کی دیکھ بھال
ختم ہوتا ہے درِ جنت پہ کوئے مصطفیٰ

کس قدر شاداب ہے باغِ بہارِ اہلبیت
ہر کلی ہر پھول میں ہے رنگ و بوئے مصطفیٰ

مصطفےٰ زندہ ہیں اب بھی دیکھ لیں اہلِ نظر
اب بھی آثارِ نمو رکھتے ہیں موئے مصطفیٰ

چھیڑتا ہے کیوں مجھے اے آرزومندِ بہشت
آرزو رکھتا ہوں میں اور آرزوئے مصطفیٰ

جو حقیقت ہے پسِ پردہ رہی ہر دور میں
دیکھنے کو یوں تو دیکھا سب نے روئے مصطفیٰ

عالمِ انوار کی گہرائیوں میں ڈھونڈیئے
آب و گِل کی تیرگی اور جستجوئے مصطفیٰ

انکے اندازِ تفکر میں تھی کیا پاکیزگی
جن دماغوں میں رہی محفوظ بوئے مصطفیٰ

مصطفےٰ کی ذات پر تنقید سے پہلے یہ سوچ
آبروئے امرِ حق ہے آبروئے مصطفیٰ

شبّر و شبیر کی بانہیں بھلا سکتا ہے کون
کیا مقدس ہار تھے زیبِ گلوئے مصطفیٰ

بارِ عصیاں ہے بہت خاور ہمارے دوش پر
حشر میں کس منہ سے جائیں روبروئے مصطفیٰ

نعت

۳۱۷

دورِ آخر کی ہدایت کو پیمبر اُترا
صفحہ ارض پہ قرآن کا دفتر اُترا

فتح کرنے کو ہر اک بندہ سرکش کا ضمیر
لیکے اللہ کے اوصاف کا لشکر اُترا

عظمتِ قوم کی اُمید نے تھاما دامن
رہنمائی کا شرف ہاتھ پکڑ کر اُترا

روح مرجھا گئی آتشکدۂ فارس کی
اسکی پیشانی بمابل آگ بجھا کر اُترا

اسکی ہیبت سے گرے کتنے صنم تھرا کر
نزدِ کعبہ جو وہ بدلے ہوئے تیور اُترا

کشتہ ابروئے خمدار ہوئی لو جبھی
کفر کے قلب میں اسلام کا خنجر اُترا

پردۂ غیب میں سرتا بقدم نور جو تھا
کیا خبر پیکرِ انساں میں کیونکر اُترا

ظاہرا حرف محمدؐ ہی فلک سے اُترے
باطناً آلِ محمدؐ کا بھرا گھر اُترا

زلزلہ آگیا کیوں قصرِ عجم میں خاور
چاند اسلام کا جب خاکِ عرب پر اُترا

ذرا ٹھہریئے

منارۂ نور
مدح اہلبیتؑ کے پرشور پرنور قصیدے
صفحات ۱۰۳ قیمت ۲ روپے

شب و روز
خاور نوری کی نظموں کا بہترین مرقع
صفحات ۱۱۲ قیمت ۷ روپے

آفتابِ ماتم
جاں دار نوحے
صفحات ۱۱۲ قیمت ۲ روپے

شب چراغ
خاور نوری کی غزل نیاز فتحپوری کی نظر میں
صفحات ۱۲۸ قیمت ایک روپیہ ۵۰ پیسے

اسرار نور
مدح اہلبیتؑ کا
نرم گرم کلام
صفحات (۸۰) قیمت ۲ روپے

سیلاب ماتم
دل ہلا دینے والے ماتم
صفحات ۱۲۸ قیمت ۲ روپے

روشن چراغ
خاور نوری نے پھر ایک بار
غزل کو چونکا دیا صفحات ۴۶ قیمت ۴ روپے

دیدۂ تر
انیس و دبیر کا کیا کہنا
صفحات ۳۲ قیمت ۴ روپے

نعت - مدح اہلبیتؑ کے روح پرور لاجواب بے مثال ہے (۱۶) صفحات ۴ روپے